بیاد مولانا حق نواز جھنگوی شہید

قاضی سراج نعمانی زید مجدہ

اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

خطیب شہیر مولانا حق نواز صاحب بھی شہید کر دیے گئے۔ آخر کیوں؟ اخبارات نے اس موضوع پر کالم لکھے، اداریے لکھے۔ مضامین اور خبروں کا ایک لا متناہی سلسلہ جاری ہے۔ ماہنامہ اور ہفت روزہ رسائل میں تبصرے تجزیے اور اندازے تحریر ہو رہے ہیں۔ اس مضمون کی اشاعت تک لاہور میں عظیم الشان دفاع صحابہ کانفرنس اور تعزیتی احتجاجی جلسہ بھی منعقد ہو چکا ہو گا جس میں جانشین امیر عزیمت مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی اپنی مستقبل کی پالیسیوں کی نشاندہی بھی کر چکے ہوں گے لیکن ان تمام تر تجزیوں، تبصروں، تحریروں اور تقریروں کے باوجود مولانا حق نواز شہید کی اس شہادت سے کیا ہم نے کچھ سبق لیا ہے؟ کیا ہمارے کردار اور گفتار میں موافقت پیدا ہو چکی ہے؟ کیا اب وہ مقاصد ہمیں آنکھیں بند کیے حاصل ہو جائیں گے جو مولانا شہید کے پیش نظر تھے؟ یا ہم اسی طرح حکم قرآنی کی مخالفت میں اندھے اور بہرے ہو کر ہر ناحق کو سجدے کرتے رہیں گے؟ کیا ان ظالم طاغوتی طاقتوں کی ریشہ دوانیاں اب ختم ہو جائیں گی؟ جن کے ایما پر مولانا شہید کیے گئے۔ کیا ان طاغوتی اور شیطانی لشکروں کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ہم نے اس ملک میں علماء اور قائدین کے قتل عام کی چھٹی دے دی ہے؟

لیکن ہماری سطحی نظریں اس پس منظر کو کیسے پہچانیں جس پس منظر کو فراستِ ایمانی سے جانچا جا سکتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ اِتَّقُوْا فِرَاسَۃَ الْمُؤْمِنِ لِاَنَّہٗ یَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰہِ (طبرانی) مومن کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ اللہ کے نورِ ہدایت سے دیکھتا ہے مگر ہماری حالت یہ ہے کہ قُلُوْبُنَا فِیْٓ اَکِنَّۃٍ وَّفِیْٓ اٰذَانِنَا وَقْرٌ ہمارے دل غلافوں میں بند ہو چکے ہیں اس لیے کچھ سوچتے نہیں اور ہمارے کانوں میں ڈاٹ ہیں۔ کسی اور کی نصیحت بھی سننے کے لیے تیار نہیں۔ شاید ہماری ہی حالت کے پیش نظر سابقہ امتوں کی حالت ان الفاظ کے ساتھ بیان کی گئی۔

لَھُمْ قُلُوْبٌ لَّا یَفْقَھُوْنَ بِھَا وَلَھُمْ اٰذَانٌ لَّا یَسْمَعُوْنَ بِھَا وَلَھُمْ اَعْیُنٌ لَّا یُبْصِرُوْنَ بِھَا اُولٰٓئِکَ کَالْاَنْعَامِ بَلْ ھُمْ اَضَلُّ۔ یقیناً آج ہماری یہی حالت ہے مگر اس ذلت کا اقرار کرتے ہوئے شرماتے ہیں، جھجکتے ہیں۔ نہیں تو سوچیے کہ کیا سوئے ہوئے شخص کو بیدار کرنے کے لیے چند آوازیں کافی نہیں؟ اگر کوئی ہوش و خرد سے بھی بیگانہ ہو کر سو جائے تو اس کو بھی جھنجھوڑ کر بیدار کیا جا سکتا ہے لیکن ہماری بدقسمت قوم! آہ! اَمْ عَلٰی قُلُوْبٍ اَقْفَالُھَا۔ کیا ان کے دلوں پر تالے پڑ چکے ہیں کہ اتنے عظیم حادثات پے در پے ظہور پذیر ہوئے ہیں مگر سوائے احتجاجی جلسوں، جلوسوں اور قرار دادوں کے کیا ہوا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ۔ کہاں جلسوں اور جلوسوں میں بلند بانگ دعوے اور کہاں جیل کی کوٹھڑی میں چند راتیں گزارنے کے بعد بھیگی بلیاں۔ وَاَنَّھُمْ یُحْشَرُوْنَ صُمًّا۔

اب ہم اصل موضوع کی طرف آتے ہیں کہ مولانا کیوں شہید کیے گئے؟ شیطانی طاقتیں جب بھی نیکی کی قوتوں کو بیدار ہوتا دیکھتی ہیں تو وہ اپنا طریق کار چار مراحل میں تقسیم کر کے اس کا راستہ روکتی ہیں۔

پہلا مرحلہ طعن و تشنیع اور بے عزتی کا ہوتا ہے جس مرحلے میں شیطانی طاقتیں حق پرستوں کے خلاف جھوٹے پروپیگنڈے کرتی ہیں اور حق پرستوں کی اہمیت اور وجود کو زائل کرنے کی کوشش کرتی ہیں۔ مختلف القابات اور طعن آمیز گفتگو سے حق پرست طاقت کو اُبھرنے سے روکا جاتا ہے۔ کبھی کہتے ہیں سَاحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ اور کبھی کہتے ہیں کہ مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ۔ اس پیغمبر کو کیا ہو گیا ہے کہ کھانا بھی کھاتا ہے اور بازاروں میں بھی چلتا ہے۔ کبھی کہتے ہیں اَهٰذَا الَّذِيْ بَعَثَ اللّٰهُ رَسُوْلًا کیا خدا کو اور کوئی نہیں ملتا تھا کہ اسے ہی پیغامبر بنا دیا۔

دوسرے مرحلے پر پھر سودا بازی ہوتی ہے کہ تم بھی بُرا کہو اور نہ ہم تمہیں کچھ کہیں گے: اگر آپ شادی کرنا چاہتے ہیں تو مکہ کی حسین ترین لڑکی سے شادی کرا دیں گے۔ اگر آپ دولت چاہتے ہیں تو ہم دولت کے انبار لگا کر آپ کو دے دیں گے اور اگر آپ سرداری چاہتے ہیں تو ہم آپ کو اپنا سردار بنا لیں گے بشرطیکہ آپ ہمارے خلاف ہونے والا پروگرام ختم کر دیں لیکن امام الرسل جنہوں نے تمام انبیاءؑ سے زیادہ مصیبتیں اور تکلیفیں برداشت کیں انہوں نے قیامت تک کے لیے مثال پیش کر دی کہ اگر میرے داہنے ہاتھ پر سورج رکھ دیا جائے اور بائیں ہاتھ پر چاند رکھ دیا جائے تب بھی میں اپنے اعلانِ حق سے باز نہ آؤں گا۔ فرعون نے بھی سودا بازی کرتے ہوئے کہا تھا اِنَّكُمْ اِذًا لَّمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ۔

تیسرا مرحلہ علاقہ بدری اور سوشل بائیکاٹ کا ہوتا ہے۔ ایسے حالات پیدا کر دیے جاتے ہیں کہ داعیِ حق ہجرت پر مجبور ہو جائے یا شعب ابی طالب میں نظر بند ہو جائے اور صرف اسی پر ہی بس نہیں ہوتا بلکہ اس کے ساتھ ساتھ معاشرے میں اس کے کردار کو مسخ کر کے پیش کیا جاتا ہے۔ لوگوں کو ان سے متنفر کرنے کے ہر ممکن حربے استعمال کیے جاتے ہیں۔ پہلے مرحلے میں طعن و تشنیع کے جن طریقوں کا ذکر کیا گیا ہے انہیں صرف زبانی حد تک ہی اس مرحلے میں نہیں چھوڑا جاتا بلکہ کبھی تو ان کے پیغام سے دور کرنے کے لیے کہا جاتا ہے لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ اور کبھی اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ کہتے ہوئے سرعام انکارِ حق کر دیا جاتا ہے۔ اسی مرحلے میں یہ بھی کہا جاتا ہے۔ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ۔

چوتھا مرحلہ آخری مرحلہ ہوتا ہے جہاں باطل کے تمام ہتھکنڈے اور حربے ختم ہو جاتے ہیں۔ حق پرستوں کو دبانے اور ختم کرنے سے عاجز آ کر کبھی حَرِّقُوْهُ وَانْصُرُوْا اٰلِهَتَكُمْ کے فتوے داغے جاتے ہیں اور کبھی لَاُصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِيْنَ کا ورد کیا جاتا ہے اور کبھی لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهُوْا لَنَرْجُمَنَّكُمْ وَلَيَمَسَّنَّكُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ کی مالا جپی جاتی ہے۔ ہر ماحول اور ہر معاشرے نے اپنے اپنے حالات کے مطابق داعیانِ حق کو تکلیفیں پہنچانے کے لیے نت نئے ہتھکنڈے ایجاد کیے جن کا نقطۂ اختتام موت یا شہادت ہوتا ہے لیکن وہ شاید نہیں سمجھتے کہ شہید آخری وقت میں بھی اعلانِ حق سے باز نہیں رہتا اور کبھی کہتا ہے فُزْتُ بِرَبِّ الْكَعْبَةِ اور کبھی کہتا ہے يٰلَيْتَ قَوْمِيْ يَعْلَمُوْنَ بِمَا غَفَرَ لِيْ رَبِّيْ وَجَعَلَنِيْ مِنَ الْمُكْرَمِيْنَ قیامت کے دن تو باطل پرستوں سے پوچھ گچھ ہوگی لیکن ہم

اس دنیا میں بھی بِاَیِّ ذَنۡبٍ قُتِلَتۡ کی آواز بلند کرتے ہوئے کہیں گے وَلَکُمۡ فِی الۡقِصَاصِ حَیٰوۃٌ یّٰاُولِی الۡاَلۡبَابِ۔

مولانا حق نواز کی شہادت کوئی وقتی اشتعال کا نتیجہ نہ تھا وہ یقیناً ان چاروں مراحل سے گزر گئے لیکن مولانا کی یہ حق گوئی ان وارثانِ علوم نبوت کا شیوہ تھی جس کا ایک تاریخی تسلسل دنیا میں موجود ہے۔ اگر امت مسلمہ میں بھی اسی تسلسل کا اجمالی نگاہ سے ملاحظہ کریں تو امام حسین رضی اللہ عنہ کا اعلانِ حق یزید کے سامنے، حضرت سعید بن جبیرؒ کا اعلانِ حق حجاج بن یوسف کے سامنے، امام اعظمؒ کا اعلانِ حق منصور کے سامنے، امام احمد بن حنبلؒ کا اعلانِ حق معتصم باللہ کے سامنے، برصغیر میں امام ربانیؒ کا اعلانِ حق دربار جہانگیری میں، شاہ عبد العزیزؒ دہلوی کا اعلانِ حق کہ ہندوستان دار الحرب ہے انگریز کے خلاف علماء ہند کا جہادِ آزادی بالاکوٹ کے مقام تک، ۱۸۵۷ء میں دوبارہ جنگ آزادی، دار العلوم دیوبند کا قیام، شیخ الہندؒ کا کردار، اسی طرح مفتی کفایت اللہ دہلویؒ، مولانا اسیر مالٹاؒ، مولانا مدنیؒ، مولانا عبید اللہ سندھیؒ، مولانا احمد سعید دہلویؒ اور ان کے بعد حضرت لاہوریؒ اور مولانا غلام غوث ہزارویؒ کے حالات کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ غلبہ دین کی خاطر انہوں نے اپنے اور پرائے کی تمیز کیے بغیر ظالم کے ظلم کو للکارا اور حق کا اعلان کر کے اس فریضہ سے سبکدوش ہوئے جو بحیثیت اہل الذکر ان پر عائد تھی فَاسۡئَلُوۡۤا اَهۡلَ الذِّكۡرِ اِنۡ كُنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ۔

آخری گزارش علماء حق سے یہی کی جا سکتی ہے کہ فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اَلسَّاكِتُ عَنِ الۡحَقِّ شَیۡطَانٌ اَخۡرَسُ اور مَنۡ كَتَمَ عِلۡمَهٗ عِنۡدَهٗ اُلۡجِمَ یَوۡمَ الۡقِیَامَةِ بِلِجَامٍ مِّنَ النَّارِ۔ تو خدا کے لیے کسی ایک پلیٹ فارم پر اکٹھے ہو جائیں اور متحد اور متفق ہو کر شیطانی قوتوں سے ٹکر لے کہ اس دنیا میں نظام خلافت کو دوبارہ زندہ کریں

وگرنہ داستاں تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں

تاکہ آئندہ کے لیے کسی شیطانی قوت کو پنپنے کے لیے کوئی کونا کھدرا بھی نہ مل سکے جہاں وہ چھپ سکیں اور دنیا میں دین حق اسلام کا بول بالا ہو وَاَنۡتُمُ الۡاَعۡلَوۡنَ اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ۔

بقیہ: علم نباتات کے اسلامی ماہرین

اس کتاب میں مصنف نے مفرد جڑی بوٹیوں کے خواص بیان کیے ہیں۔

۲۔ مقالہ فی ترکیب الادویہ۔ مرکب ادویات بنانے کا طریقہ۔

۳۔ ادویۃ جالینوس المستدرکۃ۔ یہ کتاب بھی مختلف دواؤں کی خصوصیات سے متعلق ہیں۔

وفات: تاریخ اسلام کا یہ عظیم فرزند ۱۲۳۹م میں اشبیلیہ میں داعیٔ اجل کو لبیک کہا اور وہیں دفن ہوا

(۲) ابو جعفر احمد بن محمد الغافقی

ہسپانیہ کا یہ عظیم فرزند جس کے تفصیلی حالات معلوم نہیں ہو سکے، بہرحال اسلام کا یہ عظیم فرزند بھی نباتات کا عالم تھا۔ اس نے الادویہ المفردۃ کے نام سے ایک کتاب تصنیف کی جس میں حروف تہجی کے اعتبار سے ادویہ کی خصوصیات تحریر کیں۔ اس نے اس تصنیف میں دیسقوریدس اور جالینوس کی کتب سے استفادہ کیا۔ اس نے اپنی کتاب میں ادویہ کے نام عربی، لاطینی اور بربری زبان میں دیے۔

اس کی کتاب کی تلخیص ابو الفرج السوری ابن العبری نے جامع المفردات کے نام سے لکھی جو ۱۹۳۰م میں قاہرہ میں شائع ہوئی۔ اس کے علاوہ غافقی نے بخار و تپ دق کے بارے میں بھی ایک کتاب تصنیف کی جس کا نام رسالۃ الحمیات والمروق رکھا۔ وفات: اشبیلیہ میں وفات پائی۔ صحیح تاریخ معلوم نہیں ہو سکی۔ البتہ سن میلادی ۱۱۶۵ تھا۔

(مسلسل)